موسوم ہے جو لوگ مادہ کو حادث بتلاتے ہیں وہ خود اسکو ابدی تسلیم کرتے ہیں۔ دوزخ اور بہشت ابدی ہیں[1]۔ اور ان کے بیان سے ظاہر ہے کہ دوزخ اور بہشت ابدی ہوں گے۔ پس مادہ ہمیشہ تک موجود رہیگا تو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ سے موجود بھی ہو کیونکہ جس کا انجام نہیں ہوتا۔ اُسکا آغاز بھی نہیں ہوتا۔ سب سے بڑا اعتراض جو مادہ اور روح کی ازلیت کے بارہ میں پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا قادر مطلق نہیں رہتا۔ خالق نہیں رہتا وحدہ لاشریک نہیں رہتا۔ بلکہ تین خدا ہو جاتے ہیں۔ اور انسان پر اُسکی پرستش فرض نہیں رہتی۔ معترض کے خیال میں خدا کا آفتاب عالم تاب کو بنانا۔ زمین کو بنانا اور اس پر دریا جاری کرنا۔ سمندروں کو ترتیب دینا پہاڑوں کو قایم کرنا اُسکے اندر ہزارہا طرح کی اشیاء کو پیدا کرنا۔ پودہ کو اُگانا۔ پھول اور پھلوں کا لگانا۔ انسان اور حیوان کے اجسام کو بنانا ہر شے کو دوسری شے سے وابستہ کرنا۔ اور ترتیب دنیا وغیرہ وغیرہ۔ خدا کے قادر مطلق ہونے کے لئے کافی شہادتیں نہیں ہیں۔ خدا قادر مطلق تبھی ہو سکتا ہے جب اُسکو ایک ایسا خدا مانا جاوے جو ناممکن کو ممکن کر سکے۔ جو عقل اور انصاف کے خلاف کام کر سکے غرضکہ جو خود مختار بادشاہ کی طرح جو چاہے جو کرے۔ اگر قادر مطلق کے معترض کے ذہن میں یہ معنی ہیں تو ہم خدا کو قادر مطلق ماننے کے لئے طیار نہیں۔ جو انسان عقل سے کام نہیں لیتا بلکہ عقل کے خلاف کام کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں اُس کو لوگ کیا کہتے ہیں؟ پس اگر خدا بھی ایسے ہی کام کرے تو پھر کچھ تعجب ہے۔ اگر لوگ ایسے خدا کی خدائیت کو تسلیم نہ کریں۔ کیا بھروسا ہو سکتا ہے ایسے خدا کی ذات پر۔ جو جی چاہتا ہے سو کرتا ہے

[1] معلوم ہوتا ہے آپ جیسے مذہبی علوم سے ناواقف ہیں ویسے ہی فلسفہ سے خالی ہیں۔ اے جناب! ابدی اس چیز کو کہتے ہیں جس پر فنا کا ورود ممکن نہ ہو۔ پس ہم دوزخ بہشت کو ابدی نہیں مانتے۔ ابدی خدا کے سوا کوئی نہیں۔ اُسکے سوا جو چیز بظاہر ابد تک رہیگی وہ اپنی علت مثبتہ کے قیام سے رہیگی۔ نہ اپنی ذات کے تقاضا سے۔ نہ سمجھے ہوں تو آپ علم منطق پڑھیے (مسلمان)

ایسے خدا سے کچھ بعید نہیں۔ اگر نیکوں کو دوزخ میں اور بدوں کو بہشت میں بھیج دے[2] ایسا خدا انسان کے لئے موجب خوف ہو سکتا ہے۔ جس کی ذات پر اُسکو قطعی اعتماد نہیں ہو سکتا۔ نہ کہ موجب محبت۔ کون شخص ایسے خدا سے پیار کریگا یا کر سکتا ہے جو جب جی چاہے جو کر بیٹھے۔ کیا کوئی ہم کو ضمانت دے سکتا ہے کہ خدا ہمیشہ نیکوں کے ساتھ اچھا سلوک کریگا۔ (آریہ مسافر اکتوبر ۱۹۰۸ء)

کیا آریہ سماج ایک الہامی دھرم ہے یا بناوٹی سوسائیٹی؟

(سلسلے کے لئے دیکھو مسلمان بابت نومبر ۱۹۰۸ء)

(۱۴) آریہ سماج کے اُپ نیموں میں ذکر ہے کہ آریوں کو باہمی تنازعات نپٹانے کے لئے عدالت کی شرن نہیں لینی چاہیئے۔ بلکہ اُنہیں ایک نیائے اُپ سبھا بنا کر اُسکے سامنے اپنے تنازعات پیش کرنے چاہئیں۔ آریہ سماج کو قایم ہوئے تیس برس سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے مگر آجتک نیائے اُپ سبھا کا نام ہی نہیں سنا گیا۔ یہ آپ کا فرمانا محض غلط اور آریہ سماج کی اندرونی پولٹیکل سازش کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ دس اُپ نیموں (کے اعلیٰ اغراض و مقاصد) میں آج تک آریہ سماج کی طرف سے کوئی ایسا نیم ظاہر نہیں کیا گیا۔ بلکہ محض آریہ سوسائیٹی اب اس کام کو بنگالہ کے بنگالیوں کے قدم بقدم چلنے کے لئے ایک نئے اختراع کرنا چاہتی ہے۔ اس سے بھی صاف ثابت ہے کہ آریہ سماج محض ایک کمزور سوسائیٹی کی اختراع ہے۔ اور آریہ دھرم کی کچھ اصل نہیں جب شروع ہی سے آریہ سماج میں آئے ہوئے ہندوؤں کا پورا اُن کی برادریوں سے قطع تعلق نہ کرایا گیا۔ اور آریہ سماج میں اُن کے داخل ہو جانے کے بعد بھی آجتک اُن کے جیون میں کسی قسم کی تبدیلی۔ آریہ تعلیم آریہ دھرم نہ کر سکا تو اب

[2] بعید نہیں۔ بشرطیکہ عدل کی صفت اُس میں نہ ہو۔ لیکن اس صفت (عدل) کو ملحوظ رکھکر یہ سوال کرنا بے سمجھوں کا کام ہے۔ (مسلمان)

پڑے ہوئے رواج کو ام کیھاڑ نا ولیبا ہی ہے جیسا کہ آپ کا کل دنیا کے صفحہ پر پھر ایک دفعہ زبان سنسکرت پھیلا دینے کا منشا ہے۔ گو ابھی تک خود آریہ سماج کا ایک ممبر بھی تمام ملکیں ویدوں کی وقفیت والا ساری سماج میں نہیں پایا جاتا۔

ہمیں یاد پڑتا ہے کہ اہل اسلام کی نقل کرنے کی اسی طرح آج سے پہلے بھی آریہ سماج کی طرف سے مختلف مقامات پر آریہ برادری قایم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر جبکہ کوشش کرنے والے خود غیر برادریوں میں جھوٹے حلف اٹھا کر اپنی کنیاؤں کو دیچکے - اور دوسروں کی لڑکیاں اپنے بیٹروں کے لئے لے چکے تھے۔ اور جبکہ ان غیر برادریوں کے لوگ آریوں کو بقول انکے "سور سے بدتر جانتے اور ہندو دہرم سے خارج تصور کرتے ہیں" تو وہ ایسی بندھنوں کو آئندہ کے لئے جبکہ خود اپنی ذات کے لئے نہ توڑ سکتے تھے۔ ع۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ والی رذیل چند بازاری لونڈوں کی منڈلیاں کیا کرسکتی تھیں۔ اور آئندہ اس حنظل کے درخت سے آثار حاصل ہوجانے کی کوئی کیسے امید کرسکتا ہے؟ تخمیناً نو دس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور کے چند ناتجربہ کار لڑکوں نے کچھ ایسی ہی ایک کھیل کا ڈراما ڈاکٹر جنجیو بہار دواج کی پریذیڈنٹی میں آریہ دہرم سبھا کے نام سے تیار کیا تھا جس کے ممبران کا فرض یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ غیر برادری کی بندھنوں سے آریہ سماج کو رہائی دلانے کی خاطر ذات پات توڑ کر شادی بیاہ کریں۔ اور آریہ سنسکاروں کا پرچار رواج دلویں۔ مگر ایک تو ڈاکٹر - اور اُس پر ولایت کا ہوا خواہ اور پھر نوجوان پرجوش آریہ کی زیرنگرانی ایسا کام چل سکتا تو پھر دنیا ہی کیوں قایم رہنے لگی تھی۔ لہٰذا وہ کھیل بھی ایک ناٹک کمپنی کے برابر بھی سین نہ دکھلا سکا تھا کہ آریہ دہرم سبھا پر پورانک برادریوں کی ذات پات کی قیود کا ایک ایسا بھیانک پردہ دہرم سے آگرا کہ جس نے آریہ دہرم سبھا کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کردیا (حالانکہ آریہ نیستی کے قایل نہ تھے)

ازاں بعد آریہ بھراتری سبھا نے اس سپرٹ کا جھنڈا بلند کیا "آریہ جیون" ایک ماہواری رسالہ بھی جاری کرنے کا عقیدہ دیا۔ مگر پورانک برادری کے بندھنوں کے مبتلا آریوں کی کرپا اور علانیہ مخالفت کی ایک ہی ٹکر نے آریہ بھراتری سبھا کا بھرتا کرکے اسکو بھی ہمیشہ کے لئے اوندھ کو واپس بھیجدیا۔ چنانچہ ایسی سینکڑوں سبھاؤں کا نتیجہ آریہ سماج کی خود نظروں کے سامنے موجود ہے - اور آریہ سماج کے موجودہ ممبروں میں سخت ہلچل اور کھلبلی مچ رہی ہے - نیوگ جیسے گندی اور ناپاک تعلیم کی آریہ استری سبھا سخت شناکی پائی جاتی ہے۔ شدہی کے بارہ میں عام سپرٹ آریہ سماج کی بالکل بدلی ہوئی ہے - اکثر تو اسکو ایک دم بند کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چند نوجوان آریہ اس میں سخت دنیا میں روسیاہی اور آریہ سماج کی کمزوری کا بھیانک نظارہ پیش کررہے مگر اس میں شک نہیں کہ ہر دو فریق شدہی کی رسم سے سخت تکلیف میں گھر کر شرمندہ اور رنج ہو رہے ہیں - اور مسلمان دہرمپال اور عیسائیوں سے ایک دو واپس شدہ کو شدھ کرکے ان کے ساتھ سخت بے انصافی اور ظلم کا برتاؤ کرنے کے اقبالی پائے جاتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو ہر کوئی بیاہ شادی کے وقت ذات پات کی لحاظ رکھنے کے لئے بزدلی کا طعنہ دیتا ہے - آریہ استریوں کا پردہ روز بروز زیادہ دور ہوتا جاتا ہے - اور پرستوں کی عقل پر پردہ پڑتا چلا جارہا ہے اور ویدک سنسکاروں کی نہایت بعزتی پھیل رہی ہے - اور آریہ سماج کے جملہ لیڈران یکزبان ہوکر پکار رہے ہیں۔ کہ واقعی خاطر خواہ کامیابی آریہ سماج کو ہرگز حاصل نہیں ہوئی۔ اور آئندہ موجودہ سماج بھی دن بدن رو بہ تنزل ہے لہٰذا آریہ دہرم سبھا کو دوبارہ قایم کرنے کی کوشش محض بیجا اور فضول ہے - جبکہ صاف ثابت ہے کہ آریہ سماج کوئی قدرتی یا الہامی دہرم نہیں بلکہ محض ایک سوسائٹی کی بناوٹ ہے جو کبھی دنیا میں سرفراز نہیں ہوسکتی اگرچہ ساری دنیا ہی اس کو قایم رکھنا چاہے

راقم محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور

محلہ بادھواں

خاتونان اسلام کی میدان جنگ میں تقریریں

جو لوگ خواتین اسلام کو عیب لگاتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عزت و رفعت اور درجہ کم ہو گیا اگر وہ گوش حق نیوش رکھتے تو سنتے کہ تاریخ اُن کی اُن دلائل سے تکذیب کر رہی ہے جو قاطع شک اور دافع شبہات ہیں۔

مسلمان عورتیں تمدن و شائستگی کی اعلیٰ حد تک پہنچ چکی تھیں۔ علم ادب، اخلاق کے زیور سے وہ آراستہ تھیں۔ اُنہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔ بڑے بڑے مرتبے حاصل کیے۔ مشکل کاموں کو انجام دیا۔ منبروں پر کھڑی ہوئیں۔ مفاخر حاصل کیے۔ میدان میں گھسیں۔ بہادروں سے مقابلہ کیا۔ مردوں سے لڑیں۔ تلواریں بلند کیں۔ تیر مارے میدان جنگ میں تقریریں کیں جنہوں نے کانوں کو پُر لذت کر دیا۔ نامردوں کو بہادر بنا دیا۔ آتش جنگ کو تیز کر دیا۔

جن لوگوں نے میرے وہ مضامین جو اُردو میں مسلمان عورتوں کی بہادری پر شائع ہوئے ہیں، پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میدان جنگ میں عورتوں کا کیا مرتبہ تہا اور لڑائیوں میں اُنہوں نے کیا بہادری استقلال اور ہمت دکھلائی۔

اسوقت ہم کو اون تقریروں سے بحث ہے جو خواتین اسلام نے اوسوقت لڑائیوں میں کیں کہ جب شہسوار ایک دوسرے کو مقابلہ کے لئے پکار رہے تھے۔ لوگوں کے رنگ زرد ہو رہے تھے بہادروں کا ایک دوسرے سے تصادم ہو رہا تھا۔ مرد آپس میں بر سر مقابلہ ہو رہے تھے۔ تلواریں خودوں پر چمک رہی تہیں اور دل گلوں تک پہونچ چکے تھے اس حالت میں اُنہوں نے میدان جنگ میں تقریریں کیں جنکا ایک ایک حرف دشمنوں پر مسلح فوجوں سے زیادہ سخت تھا۔

جنگ صفین میں بہت سی عورتیں حضرت علی کے ساتھ شریک تھیں اور وہ طرفداران معاویہ سے زبان و سنان دونو سے لڑیں۔ منجملہ اُن کے ایک زرقا بنت عدی تھی۔ جو اپنی قوم کے ساتھ صفین میں شریک ہوئی تھی جب لڑائی گرم ہوئی اور تیر اندازی نیزہ بازی۔ شمشیر زنی کی آگ روشن ہوئی یہ ایک سرخ اونٹ پر سوار ہو کر نکلی اور دونو فوجوں کے درمیان کھڑی ہو کر لوگوں کو جنگ کیلئے اُبھارنے لگی اور وہ کہہ رہی تھی۔

لوگو! تم جاؤ اور پلٹ آؤ۔ تم ایک فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ ظلمت کے پردوں نے تم کو چھپا لیا۔

جس نے صراط مستقیم سے تمکو ہٹا دیا ہے۔ کس قدر فتنہ عظیم ہے کہ اپنے پکارنے والے کی آواز سنتا اور نہ اپنے رہبر کے پیچھے چلتا، چراغ دھوپ میں نہیں جلتا۔ اور نہ ستارے چاندنی میں روشنی دیتے، لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ ہشیار! ہشیار!! جو ہم سے ہدایت کا طالب ہوگا اُسکو ہم ہدایت کرینگے۔ اور جو ہم سے پوچھیگا ہم اُس کو بتا دینگے۔ لو لو!! امر حق اپنی گم شدہ چیز کو ڈہونڈ رہا تہا۔ اور اُس نے پالیا۔ اے مہاجرین تکالیف پر صبر کرو۔ اسلئے کہ تفریق کا زخم بھر چکا۔ اور حق باطل کا دماغ توڑ چکا۔ کسی پر پوشیدہ نہ رہے تاکہ پھر اُس کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ یہ کیسے اور کہاں ہوا۔ جو ہونا ہے وہ خدا ضرور کریگا۔ دیکھو عورتوں کی آرائش مہندی ہے اور مردوں کی مہندی خون ہے۔ آج جو جیسا کریگا کل ویسا پائیگا۔ صبر کا انجام ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔

عکرشہ بنت اطرش حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھی جب دونو فوجیں ملیں اور شہسوار ایک دوسرے سے ڈٹ گئے اور دل بیقرار ہونے لگے اور سر لڑھکنے لگے تو عکرشہ کے گلے میں تلوار حمائل تھی اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑی ہو کر لوگوں کو مرنے پر اس طرح آمادہ کر رہی تھی:۔

لوگو! تم اپنی خبر لو، اگر تم راہ راست پر رہے تو دوسروں کی گمراہی تمکو نقصان نہیں پہنچا سکتی، جس نے جنت کو اپنا گھر بنایا وہ اوس سے کبھی نہ نکلیگا، وہاں کے رہنے والے بوڑھے ہونگے اور نہ مرینگے۔ ایسے گھروں کو بیچ کر جہانکی نعمتیں فانی اور جہانکی تکلیفیں دائمی ہیں، جنت کو خرید و۔ اور ایسی قوم بنو جو اپنے مذہب میں بصیرت رکھتی ہے اور اپنے حقوق کی طلب میں صبر اور استقلال سے مدد مانگتی ہے:۔ معاویہ عرب کے عجمیوں کو لیکر تمہاری طرف آیا ہے جنکے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ایمان و حکمت کیا چیز ہے۔ معاویہ نے دنیا کی طمع دیکر اُن کو بلایا اور اُنہوں نے قبول کر لیا۔ معاویہ نے اون کو باطل کیلئے پکارا۔ اور اُنہوں نے لبیک کہا۔ خدا کے بندو! اللہ اللہ، خدا کا دین بچاؤ۔ (لڑائی میں) ایک دوسرے پر بھروسہ نکرو کیونکہ اس سے اسلام کمزور ہوگا اور حق کی روشنی بجھ جائیگی۔ اس جنگ کو چھوٹا بدر اور دوسرا عقبہ سمجھو۔ اے مہاجرین اور انصار سمجھ بوجھکر چلو۔ اور اپنے ارادوں میں استقلال سے کام لو گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ کل تم اہل شام سے مقابل ہوئے ہو جو مثل رینگنے والے گدہوں کے انٹوں کی طرح کرتے ہیں۔

ام الخیر بنت حریش جو ایک مردانہ عورت تھی، جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھی، حضرت عمار بن یاسر ایک مشہور صحابی ہیں جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف تھے دونو طرف سے لڑائی زور و